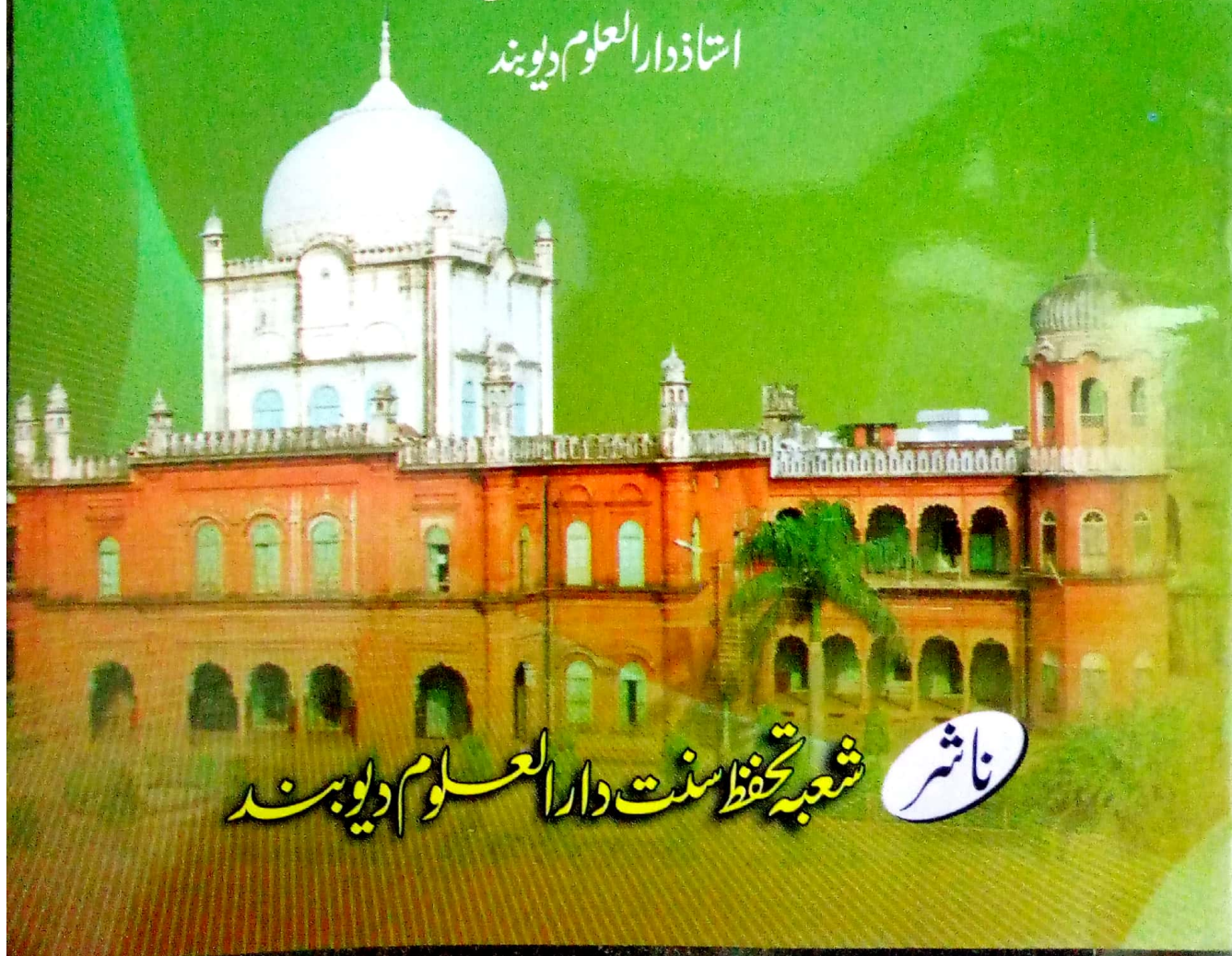


# نماز جنازہ میں قرأت فاتحہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں

از

مفتی محمد راشد اعظمی

استاذ دارالعلوم دیوبند



شعبہ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

ناشر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# نمازِ جنازہ میں قرأت فاتحہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں

مفتی محمد راشد اعظمی  
استاذ دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ  
شعبہ تحفظ سنت دارالعلوم دیوبند

## پیش لفظ

حضرت اقدس مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم  
مہتمم دارالعلوم دیوبند

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔  
غیر مقلدین کے نوا ایجاد مسائل میں نماز جنازہ میں قرأت فاتحہ کا وجوب  
اور نہ پڑھنے والوں کی نماز کا باطل اور فاسد ہو جانا ہے۔  
ان دنوں ان کے مبلغین اس مسئلہ کی بڑے زور و شور سے تبلیغ کر کے  
امت میں شکوک و شبہات پیدا کر رہے ہیں۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اس  
مسئلہ کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں بیان کیا جائے۔  
زیر نظر رسالہ میں مفتی محمد راشد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند نے  
دونوں طرف کے دلائل کا منصفانہ جائزہ لے کر مسئلہ کی صحیح صورت حال واضح  
کی ہے۔

میں نے اس رسالہ پر نظر ڈالی ہے۔ بحمد اللہ جامع اور مدلل ہے۔ میری  
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے مقبول اور امت کے لیے مفید بنائے۔ آمین!

میرزا محمد سعید

۱۲/۲/۱۴۳۲ھ

## نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی قرأت احادیث صحیحہ کی روشنی میں

نمازِ جنازہ کی اسلام میں بہت اہمیت ہے۔ مسلمان اس نماز میں اجتماعی طور پر مرنے والے کی مغفرت کی دعاء کرتے ہیں۔ اسی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز پر بہت اجر کی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد فرماتے ہیں:

من اتبع جنازة مسلم ايماناً واحتساباً و كان معه حتى يصلى عليها ويفرغ من دفنها فإنه يرجع من الأجر بقيراطين كل قيراط مثل أحد ومن صلى عليها ثم رجع قبل ان تدفن فإنه يرجع بقيراط - متفق عليه (مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۱۴۴)

”جو شخص کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ ایمان اور حصولِ ثواب کی نیت سے چلتا ہے اور اس پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے تک ساتھ رہتا ہے۔ وہ دو قیراط ثواب حاصل کرتا ہے اور ایک قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے اور جو شخص نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آتا ہے تو اسے ایک ہی قیراط ثواب ملتا ہے۔“

بڑے رنج کی بات ہے کہ ایک طبقہ اس نماز کے سلسلہ میں بھی مسلمانوں کا ذہن منتشر کر رہا ہے اور بلا کسی دلیل شرعی کے یہ کہتا ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نمازِ جنازہ میں واجب ہے اور جو سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

فتاویٰ علماء حدیث ج ۵، ص ۱۸۵ میں یہ فتویٰ درج ہے کہ: ”اگر امام یا مقتدی نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھی تو نماز باطل ہوگی۔“

(بحوالہ حدیث اور اہل حدیث، ص ۸۷۵)

ادھر کچھ دنوں سے اس طبقہ کے بعض مبلغین نے جگہ جگہ یہ غلط مسئلہ بیان کر کے امت میں انتشار پیدا کرنے کا ایک بالکل نیا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، جبکہ اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ائمہ مجتہدین اور تابعین عظام میں بھی اختلاف رہا ہے، لیکن کسی نے بھی نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز کو باطل قرار نہیں دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی ایک جماعت سورہ فاتحہ پڑھتی رہی اور دوسری جماعت نہیں پڑھتی تھی، لیکن کبھی کسی نے دوسرے کی نماز باطل ہونے کا حکم نہیں لگایا، اس لیے اس طبقہ کی یہ جسارت اور سنت صحیحہ کی مخالفت باعث حیرت ہے جبکہ کسی ایک صحیح اور مرفوع حدیث سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی طرح خلفائے راشدین کا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ ائمہ اربعہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنا واجب نہیں ہے لیکن اگر کوئی دعا کی نیت سے پڑھ لے تو مکروہ بھی نہیں۔ دونوں صورتوں میں نماز بلا کراہیت درست ہوتی ہے جیسا کہ تجرید قدوری میں ہے:

مذهب الحنفیۃ ان القراءة فی الصلوۃ علی الجنازۃ لاتجب ولا تکرہ۔ ذکرہ القدوری فی التجرید۔

(نفیۃ الالمی علی الزیلعی، حاشیہ نصب الرأیۃ، ج ۲، ص ۲۷۱)

امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی، لیکن ابن حجرؒ کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک بھی مشروع تو ہے لیکن واجب نہیں اور علامہ کرمائی وغیرہ کہتے ہیں کہ واجب ہے۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ مشکوٰۃ، ص ۱۳۵، ج ۱)

بہر حال یہ تحقیق کہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے والوں کی نماز جنازہ ہی نہیں ہوتی ہے، بالکل نئی بات ہے۔ قرونِ ثلاثہ اور ائمہ مجتہدین میں اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد۔ متفق عليه (مشکوٰۃ شریف، ج ۱، ص ۲۷)

ترجمہ: جو ہمارے اس دین میں نئی بات پیدا کرے گا تو وہ مردود ہوگی۔  
اس ارشادِ پاک کا تقاضہ ہے کہ ان حضرات کی ایجاد کردہ اس بدعتِ قبیحہ کی تردید کی جائے اور صحیح مسئلہ بیان کر کے امت کو انتشار اور شکوک و شبہات اور بدعات سے بچایا جائے، اس لیے سب سے پہلے ہم وہ مرفوع احادیث پیش کرتے ہیں جن سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سورۃ فاتحہ نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کا حکم دینا ثابت ہوتا ہے۔

### پہلی روایت

حدثنا احمد بن حنبل بن عبد الله بن يزيذ بن حيوه اخبرني ابو هاني حميد بن هاني ان ابا علي عمرو بن مالك حدثه انه سمع فضاله بن عبيد صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً يدعوني صلاته لم يمجد الله و

لم يصل على النبي صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجل هذا ثم دعاه فقال له او لغيره اذا صلى احدكم فليبدأ بتمجيد ربه والثناء عليه ثم يصلى على النبي صلى الله عليه وسلم ثم يدعو بعد بما شاء۔

(ابوداؤد: ج ۱ ص ۲۰۸، ترمذی: ج ۲ ص ۱۸۵-۱۸۶، نسائی شریف: ج ۱ ص ۱۴۴، واللفظ لابی داؤد)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا مانگتے ہوئے سنا، جس نے نہ اللہ کی بڑائی بیان کی اور نہ ہی درود پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص نے جلدی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو سب سے پہلے اللہ کی پاکی اور ثناء بیان کرے، پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھے، پھر اس کے بعد جو چاہے دعا کرے۔

علامہ زیلعیؒ اس روایت کو مذکورہ کتابوں سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:  
قال الترمذی حدیث حسن صحیح و رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک و قال صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجه إنتہی۔ (نصب الرأیۃ: ج ۲ ص ۲۷۲)

علامہ ذہبیؒ نے مستدرک کی روایت کی موافقت کی ہے۔ (ج ۱ ص ۴۰۱، رقم ۹۸۹)  
احناف کے یہاں نماز جنازہ میں اسی ترتیب پر عمل ہے، اور نماز جنازہ اصل میں دعا ہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:  
إذا صلیتم علی المیت فأخلصو له الدعاء۔

(ابوداؤد: ج ۲ ص ۴۵۶، ابن ماجہ: ص ۱۰۷)

## دوسری روایت

حدثنا عبد الله بن سعيد حدثنا حفص بن غياث عن ججاج عن أبي الزبير عن جابر قال: ما أباح لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أبو بكر ولا عمر في شيء ما أباحوا في الصلوة على الميت يعني لم يوقت۔ (ابن ماجہ، ص ۱۰۸)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے جتنی رخصت نماز جنازہ میں دی، کسی بھی نماز میں نہیں دی یعنی کوئی چیز متعین نہیں فرمائی۔

## تیسری روایت

عن ابی مسعود أنه سئل عن صلوة الجنازة هل يقرأ فيها فقال لم يوقت لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم قولاً ولا قرأَةً، وفي رواية دعاءً ولا قرأَةً كَبْرَ مَا كَبَّرَ الْإِمَامُ وَ اخْتِزَ مِنْ أَطْيَبِ الْكَلَامِ مَا شِئْتَ۔ (معنی لابن قدامہ ج ۲، ص ۴۸۵، بدائع الصنائع، ج ۱، ص ۳۱۳)

ترجمہ: حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ان سے نماز جنازہ میں قرأت کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے کوئی خاص کلام اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ کوئی خاص دعا اور قرأت مقرر نہیں فرمائی۔ جب امام تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو اور جو اچھے سے اچھا کلام چاہو اختیار کرو۔

یہی حدیث درج ذیل سند کے ساتھ امام طبرانیؒ نے ”المعجم الكبير“ میں نقل کیا ہے:

عن الشعبي عن مسروق عن عبد الله قال لم يوقت لنا في



الصلوة على الميت قراءة ولا قول كبر ما كبر الامام واكثر من طيب القول۔ (المعجم الكبير للطبرانی: ج ۵، ص ۲۶۹)

ان مرفوع روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے لیے کوئی بھی قرأت یا دعا متعین نہیں فرمائی۔

### خلفائے راشدین اور صحابہ کرام کا قول و عمل

خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول و عمل بھی دین میں حجت ہے اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو تو اہل اسلام کا کوئی طبقہ اس کی حجیت کا انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے اس موقع پر ان حضرات و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا موقف بھی بیان کیا جا رہا ہے۔

اوپر ذکر کردہ مرفوع روایتوں میں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے نماز جنازہ میں کوئی قرأت اور دعا متعین نہیں فرمائی۔ مزید یہ چند روایات پیش کی جاتی ہیں:

### پہلی روایت

حدثنا حفص بن غياث عن حجاج عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده عن ثلاثين من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أنهم لم يقوموا على شيء في أمر الصلوة في الجنازة۔

(مصنف ابن أبي شيبة، ج ۲، ص ۳۸۹)

ترجمہ: تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز جنازہ کے مسئلہ میں

کسی خاص چیز پر عمل فرما نہیں تھے۔

### دوسری روایت

حدثنا محمد بن فضیل عن العلاء بن المسیب عن أبيه عن علي:  
أنه كان إذا صلى على ميت يبدأ فيحمد الله ويصلي على النبي صلى  
الله عليه وسلم ثم يقول: اللهم اغفر الخ-

(مصنف ابن أبي شيبة - ج ۲، ص ۴۹۰)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب کسی کی نماز جنازہ پڑھاتے تو سب  
سے پہلے اللہ کی حمد کرتے، پھر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھتے، پھر دعا  
پڑھتے تھے۔

### تیسری روایت

حدثنا عبدة بن سليمان عن يحيى بن سعيد عن سعيد ابن ابى  
سعيد المقبري: أن رجلاً سأل أبا هريرة فقال: كيف تصلي على  
الجنازة؟ فقال أبو هريرة: أنا لعمر الله اخبرك أكبر ثم أصلي على  
النبي صلى الله عليه وسلم ثم أقول اللهم - الخ

(مصنف ابن أبي شيبة - ج ۲، ص ۴۹۰)

ترجمہ: ایک آدمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ  
آپ نماز جنازہ کس طرح پڑھتے ہیں تو انھوں نے فرمایا: بخدا میں تمہیں  
بتلاتا ہوں۔ پہلے تو تکبیر کہتا ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا  
ہوں، پھر دعا پڑھتا ہوں۔

## چوتھی روایت

حدثنا أبو بكر قال حدثنا اسماعيل بن عُلَيَّة عن أيوب عن  
نافع: أن ابن عمر كان لا يقرأ في الصلوة على الميت۔

(موطا امام مالک، ص ۷۹، مصنف بن ابی شیبہ، ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: نافع فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ  
جنازہ میں قرأت نہیں کرتے تھے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت علی،  
حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ تو نمازِ جنازہ میں  
سورۃ فاتحہ پڑھتے تھے اور نہ ہی اس کے وجوب کے قائل تھے۔

## دوسرے فریق کے دلائل اور ان کا جائزہ

اب ہم دوسرے فریق کے دلائل کا جائزہ لیتے ہیں۔  
سب سے پہلے ہم دوسرے فریق کی پیش کردہ مرفوع روایات پر نظر  
ڈالتے ہیں۔

## پہلی روایت

عن أم حنيف قالت أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن  
نقرأ بفاتحة الكتاب۔ رواه الطبرانی في الكبير وفيه عبد المنعم  
ابو سعيد وهو ضعيف۔ (مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۳۳)

ترجمہ: ام حنیفؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں  
جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم دیا لیکن اس حدیث کے ایک راوی عبد المنعم



ہیں جو ضعیف ہیں۔ (ملاحظہ ہو مجمع الزوائد، ص ۳۳، ج ۳، لسان المیزان، ج ۴، ص ۸۸-۸۷، تقریب التہذیب، ج ۱، ص ۶۳۰)

### دوسری روایت

عن أم شریل الانصاریہ قالت: امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نقرأ علی الجنازۃ بفاتحة الكتاب۔ (رواہ ابن ماجہ ص ۱۰۷۔ وفی إسناده ضعف یسیر قالہ الحافظ فی التلخیص، ج ۲، ص ۲۷۹)  
ترجمہ: جب تم نمازِ جنازہ پڑھو تو سورۃ فاتحہ پڑھو۔

### تیسری روایت

عن أسماء بنت یزید قالت: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إذا صلیتم علی الجنازۃ فاقرأوا بفاتحة الكتاب۔ رواہ الطبرانی فی الكبير۔ وفیہ معلى بن حمران لم أجد من ذکرہ۔  
(مجمع الزوائد، ج ۳، ص ۳۲)  
ترجمہ: جب تم نمازِ جنازہ پڑھو تو سورۃ فاتحہ پڑھو۔

### چوتھی روایت

عن ابن عباس أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قرأ علی الجنازۃ بفاتحة الكتاب۔ (رواہ الترمذی ص ۱۹۹، ابن ماجہ ص ۱۰۷) فیہ إبراہیم بن عثمان وهو ضعیف جداً۔ (لسان المیزان، ج ۱، ص ۷۴)  
ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

## پانچویں روایت

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كبر على ميت أربعاً  
قرأ بأم القرآن بعد الكتير الأولى۔ (رواه الشافعی فی کتاب الأم، ج ۱، ص ۲۳۹)  
ومن طريقه الحاكم في المستدرل ص ۲۵۸ عن إبراهيم بن أبي يحيى و  
هو متروك۔ (تهذيب التهذيب، ج ۱، ص ۲۰۲، لسان الميزان، ج ۱، ص ۱۲۶) وعن  
عبد الله ابن محمد بن عقيل وفيه كلام وقد تغير في آخره۔ (تهذيب  
التهذيب، ج ۴، ص ۱۶، تقريب التهذيب، ج ۱، ص ۲۴۲)

## چھٹی روایت

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قرأ  
على الجنازة أربع مرات، الحمد لله رب العالمين۔ (رواه الطبرانی فی  
الوسط، وفيه ناهض بن القاسم وقال فيه في مجمع الزوائد لم أجده من ترجمه۔ ج ۳، ص ۳۳)  
یہ جملہ مرفوع روایات ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی ضعف سے خالی  
نہیں ہے اسی وجہ سے علامہ ابن قیم اردو سرے محققین کا فیصلہ ہے کہ جنازہ  
میں سورۃ فاتحہ پڑھنا کسی بھی مرفوع روایت سے ثابت نہیں ہے۔ (زاد المعاد،  
ج ۱، ص ۵۰۵، دلالت بحوالہ حاشیہ مشکوٰۃ، ج ۱، ص ۱۳۵)

اس لیے ان روایات سے یہ فیصلہ کیسے کیا جاسکتا ہے کہ سورۃ فاتحہ  
پڑھنے والوں کی نماز جنازہ باطل ہو جائے گی۔ اس سلسلہ میں انصاف کی  
بات یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ پڑھنا نماز جنازہ میں اگرچہ واجب تو نہیں لیکن اس  
کے پڑھنے کے جواز اور اجازت کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا بھی ثابت ہے، جو صرف جوازِ بیان کرنے کے لیے بطور ثناء اور بطور دعاء کے پڑھی گئی۔

مسئلہ کی صحیح صورتِ حال واضح کرنے کے لیے صحابہ کرام میں سے بعض حضرات کے سورۃ فاتحہ پڑھنے کی روایات بھی ذکر کی جا رہی ہیں۔

### پہلی روایت

حدثنا عباد بن العوام عن عمر بن عامر عن أبي رجاء عن أبي الغزيان الحذاء قال صليت خلف الحسن بن علي رضي الله عنه على جنازة فلما فرغ أخذ بيده فقلت كيف صنعت؟ قال قرأت عليها بفاتحة۔

(مصنف ابن أبي شيبة، ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: ابوالعزیان الحذاء کہتے ہیں کہ میں نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پیچھے نمازِ جنازہ پڑھی۔ جب وہ فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور عرض کیا آپ نے کیا پڑھا؟ تو انھوں نے فرمایا: میں نے سورۃ فاتحہ پڑھی۔

### دوسری روایت

حدثنا وكيع عن هشام الدستوائي عن قتاده عن رجل من همدان أن عبد الله بن مسعود قرأ على جنازة بفاتحة الكتاب۔

(مصنف ابن أبي شيبة، ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود نے جنازہ پر سورۃ فاتحہ پڑھی۔



## تیسری روایت

حدثنا عبد الأعلى عن محمد بن إسحق عن محمد بن إبراهيم  
عن أبي أمامة بن سهل بن حنيف عن عبيد بن السباق: أنه حدثه:  
أنه رأى سهل بن حنيف صلى على ميت فقرا في أول تكبيرة بأم  
القرآن۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: سهل بن حنيفؓ نے نمازِ جنازہ میں پہلی تکبیر میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

## چوتھی روایت

حدثنا أبو خالد الأحمر عن ابن عجلان عن سعيد: أن ابن  
عباس قرأ على الجنازة وجهر وقال: إنما فعلته لتعلموا أن فيها قرأة۔  
(مصنف ابن أبي شيبة: ج ۲، ص ۴۹۲)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی اور جہر کیا اور  
فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا تا کہ تم جان لو کہ نمازِ جنازہ میں قرأت ہے۔

## پانچویں روایت

حدثنا وكيع عن سفيان عن زيد بن طلحة عن ابن عباس أنه  
قرأ عليها بفاتحة الكتاب۔ (مصنف ابن أبي شيبة: ج ۲، ص ۴۹۲)  
ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

## چھٹی روایت

عن عبدالرزاق عن ابن جريح قال: حدثت عن أبي

هريرة رضي الله عنه وأبي الدرداء و أنس بن مالك و ابن عباس أنهم كانت  
يقرؤن بأم القرآن۔ (مصنف عبد الرزاق، ج ۳، ص ۴۹۲)

### ساتویں روایت

عن طلحة بن عبد الله بن عوف قال صليت خلف بن عباس  
على جنازة فقرا بفاتحة الكتاب وقال لتعلموا أنها سنة۔

(رواه البخاری ج ۱، ص ۱۷۸، ابوداؤد ج ۲، ص ۴۵۶، والترمذی ص ۱۹۹، والنسائی، ص ۲۱۸)

ترجمہ: ابن عباس نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور کہا کہ یہ سنت ہے۔  
بخاری وغیرہ میں آنے کی وجہ سے بعض حضرات ابن عباس رضی اللہ  
عنہما کا یہ اثر بڑے زور و شور کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ اس اثر سے  
سورۃ فاتحہ پڑھنے کی فرضیت کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتی۔ زیادہ سے زیادہ  
جواز ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے سورۃ فاتحہ کو سنت  
فرمایا، لیکن یہ صراحت نہیں کی کہ کس کی سنت ہے۔ اس میں اس کا احتمال موجود  
ہے کہ جو خود ان کی رائے یا بعض دوسرے صحابہؓ کی رائے ہو اور صحابہ کرامؓ  
کی رائے اور اجتہاد کو بھی سنت کہا جاتا ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے:

قال علي رضي الله عنه: جلد النبي صلى الله عليه وسلم اربعين و  
ابوبكر رضي الله عنه اربعين وعمر رضي الله عنه ثمانين وكل سنة۔ (مسلم ج ۲، ص ۷۲)

اور یہ بات بھی اس سلسلہ میں بہت اہم ہے کہ صحیح سند سے خود حضرت  
ابن عباس رضی اللہ عنہ ہی سے سورۃ فاتحہ کے علاوہ دوسری سورۃ کا بھی نماز  
جنازہ میں پڑھنا ثابت ہے۔

قال الحافظ في التلخيص ج ۲، ص ۷۹۔ رواه ابو يعلى في مسنده وزاد

سورة قال النووي إسناده صحيح (رواه البيهقي في السنن ج ۴، ص ۳۸) وقال  
رواه ابراهيم بن حمزه عن ابراهيم بن سعد قال في آخر الحديث:  
قرأ بفاتحة الكتاب و سورة و ذكر السورة فيه غير محفوظ الخ۔  
وقال ابن الترمذاني في الجوهر (ج ۴، ص ۳۸) بل هو محفوظ۔ (رواه  
النسائي عن البيهقي عن ابراهيم بن سعد)

حافظ ابن حجر نے تلخیص الحیبر ص ۱۶۰ پر لکھا ہے کہ اس حدیث کو ابو یعلیٰ  
نے اپنی سند میں بیان کیا ہے اور اس میں ”سورة“ کا لفظ زیادہ روایت کیا  
ہے۔ نوویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے، اس کو بیہقی نے سنن کبریٰ میں  
ج ۴، ص ۳۸ پر روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کو ابراہیم بن حمزہؒ نے ابراہیم  
بن سعدؒ سے روایت کیا ہے اور حدیث کے آخر میں کہا ہے کہ: ”سورة فاتحة  
اور کوئی سورة پڑھی اور سورة کا ذکر محفوظ نہیں۔“ ابن الترمذانی نے الجوہر  
المتی (ج ۴، ص ۳۸) میں کہا ہے کہ سورة کا ذکر محفوظ ہے۔ اس کو نسائی نے بیہقی  
بن ایوب عن ابراہیم بن سعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ (نسائی ج ۱، ص ۲۱۸)

اس صورت میں سورة فاتحہ کو واجب اور اسے نہ پڑھنے کی صورت میں  
نماز کو باطل کہنا اور دوسری سورة کو نہ تو واجب ماننا اور نہ ہی اسے کوئی حیثیت  
دینا کہاں کا انصاف ہے۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

تمت بالخیر